IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Original Jurisdiction)

(19)

PRESENT:
Mr.Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry,CJ
Mr.Justice Tassaduq Hussain Jillani
Mr.Justice Karamat Nazir Bhandari

Human Right Case No.3681 of 2006
(Complaint by Mst.Saima Hasan Ch.)

Complainant:	In person a/w her husband.
For H.B.L.	Mr.Waseem Sajjad, Sr.ASC. Mr.M.A.Qureshi, AOR. a/w Mr.Abid Sattar, Group Executive. HBL
Date of hearing:	20.7.06

ORDER

Iftikhar Muhammad Chaudhry, CJ. Mr.,Waseem Sajjad, learned counsel stated that as per the contract which has been signed by the customer and the Bank in case of any loss only Rs.500,000/- is to be paid unless the claim is otherwise proved by the claimant before the competent Court of jurisdiction. He has brought pay order of Rs.500,000/- for the purpose of payment to the applicant. She refused to accept the same.

2. Since the parties have not been able to settle the matter and the same is governed by contract, therefore, no indulgence is called for. However, if any suit is filed, the same would be disposed of without being prejudiced from anything stated above.

Lahore
20th July, 20(
Nisar

IN THE SUPREME COURT OF PAKISTAN
(Original Jurisdiction)

PRESENT:
Mr.Justice Iftikhar Muhammad Chaudhry,CJ
Mr.Justice Tassaduq Hussain Jillani
Mr.Justice Karamat Nazir Bhandari

Human Right Case No.3681 of 2006
(Complaint by Saima Hassan Ch)

Complainant:	In person a/w her husband
For HBL:	Mr. Waseem Sajjad, Sr. ASC Mr. M.A. Qureshi, AOR a/w Mr. Abid Sattar, Group Executive Mr. Munir Ahmad Khan Rana, G.M.
Date of hearing:	14.7.06

ORDER

The applicant Saima Hassan appeared alongwith her husband Mr. Ahmad Shehzad and stated that her claim against the bank is about to Rs.21,00,000/- as according to him the jewellary equal to that amount was lying in the locker which was hired from HBL, Allama Iqbal Town, Lahore.

2. On the other hand learned counsel for the bank filed reply. Copy of the same be handed over to the applicant.

Let the matter be adjourned to 20th July, 2006.

Lahore
14th July, 2006.
Nisar

Ch. Iftikhar Ahmed,
Chief Justice,
Supreme Court of Pakistan,
Islamabad

151
04/5

Dear Sir,

Robbery at HBL Moon Market Branch, Allama Iqbal Town, Lahore

I am submitting herewith my self contained application addressed to the President, Habib Bank Limited and abstracts of different writers published in different newspapers which are self explanatory also. In line with my application and narrations of Newspapers, I deem it necessary to request you to reward me justice as you have been entrusted with the supreme power of justice in this God gifted homeland.Optimisticly, I am confident, that fairness still exists in Pakistan and I will not be deprived of my basic right of justice. You are humbly requested to please intervene in the matter and direct the management of the concerned Bank to repay the loss of all affected account holders which has taken place only due the negligence of the Bank Management.

Saima Hasan

(Saima Hasan Ch.)
Holder of Locker #. 560
246-Sikandar Block, Allama Iqbal Town,
Lahore : Ph.#.042-7840858

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر 159

فون 6367480-83

بانی ..... میر خلیل الرحمٰن

صفحات 16

جلد 27 جمعہ 13 ربیع الثانی 1427ھ 12 مئی 2006ء 30 بیساکھ 2063ب نمبر 205

بنک لاکر اور سپریم کورٹ

غیر سیاسی باتیں

عبدالقادر حسن
aqhasan@hotmail.com

اگر کسی کے پاس روپیہ پیسہ ہے اور زیورات اور قیمتی دستاویزات ہیں تو ان کی حفاظت کے لئے بنک کو سب سے زیادہ محفوظ سمجھا جاتا ہے۔ بنکوں میں لاکر نام کی ایک الماری ہوتی ہے جس کے کئی خانے ہوتے ہیں۔ آپ بنک کو اس کی فیس ادا کرکے کوئی لاکر کرایہ پر لے لیتے ہیں اور اس میں اپنی قیمتی اشیاء رکھ دیتے ہیں۔ اس طرح آپ مطمئن ہو کر گھر بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ کے گھر میں کوئی ڈاکو آئے یا چور وہ ناکام ہو کر جاتا ہے کیونکہ گھر میں کوئی قیمتی چیز موجود ہی نہیں ہوتی لیکن ذرا ٹھہریئے ڈاکوؤں کے اس دور میں آپ سے یہ اطمینان بھی چھین لیا گیا ہے۔ چند دن ہوئے لاہور میں ایک بنک کے 28 لاکر توڑ کر لوٹ لئے گئے۔ ایک بنک کی علامہ اقبال ٹاؤن برانچ میں رات کے وقت یہ واردات ہوئی جو خبر ملی ہے اس کے مطابق شہر کی ایک سیکورٹی ایجنسی کی طرف سے چوکیدار بنک کو فراہم کیا گیا جس نے رات کے وقت یہ کامیاب واردات کی۔ تفتیش ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس چور کا شناختی کارڈ بھی جعلی تھا اور نام و پتہ بھی۔ اس طرح یہ واردات کہیں تفتیش کے دوران ہی گم ہو گئی۔ لاکر میں جو کچھ رکھا جاتا ہے بنک لاکر کی حفاظت کا ذمہ دار تو ہوتا ہے مگر اس میں کیا ہے اس کا کوئی ریکارڈ بنک کے پاس نہیں ہوتا۔ بنک کے پاس صرف اس رقم کا حساب ہوتا ہے جو اس کے کسی کھاتے میں جمع کرائی جاتی ہے۔ بنک سے اگر نقدی لوٹ لی جائے تو بنک اس کا حساب کرکے انشورنس کمپنی میں کلیم دائر کر دیتا ہے اور اس طرح اپنا نقد نقصان پورا کر لیتا ہے مگر لاکر کے اندر کیا ہے اس کی ذمہ داری بنک کے پاس نہیں ہوتی کیونکہ لاکر میں محفوظ اشیاء کا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہوتا۔ لیکن متذکرہ واردات میں چور کا نہیں تو سیکورٹی ایجنسی کا پتہ موجود ہے جس نے بنک کو محافظ دیا تھا۔ ان 28 لاکروں سے لاکھوں کروڑوں کے زیورات اور کچھ نقدی بھی چوری کر لی گئی اور اس واردات میں اگر صحیح تفتیش کی جائے تو سیکورٹی ایجنسی اور بنک دونوں ملوث ہو سکتے ہیں۔ ان سے کچھ پتہ چلے گا کہ کیا ہوا لیکن اصل بات صرف اتنی نہیں کہ اس چوری یا ڈاکے میں کسی کا نقصان کتنا ہوا۔ اصل سوال یہ ہے کہ قیمتی اشیاء کی حفاظت کا آخری ذریعہ بھی مشکوک ہو گیا۔ اب کیا لوگ اپنی اشیاء، تھانوں میں رکھیں، فوج کے کسی یونٹ میں رکھیں، کسی وزیر کے پاس رکھ دیں یا پھر اصل حکمرانوں کے سپرد کریں کہ عوام کی جان اور مال دونوں کی حفاظت کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اور وہ اس ذمہ داری سے جان نہیں بچا سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے مگر اب تو تمام حدیں پار کر لی گئی ہیں۔ مال و متاع کی آخری حفاظت کی جگہ بھی غیر محفوظ ہو گئی ہے۔ حکومت کے حفاظتی اور امن و امان قائم کرنے والے ادارے بالکل ناکام ہو گئے ہیں۔ جس معاشرے میں انسانی جان و مال کی حفاظت ختم ہو جائے۔ کوئی بھی اس کی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہ ہو تو اس معاشرے کو کون زندہ یا قابل زندگی معاشرہ کہہ سکتا ہے۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ ان 28 لاکروں میں کس کا کتنا مال محفوظ کیا گیا تھا اب کوئی جو بھی کہہ دے کہہ سکتا ہے لیکن اصل سوال بنک کے لاکروں کی بے حرمتی کا ہے، مال و متاع کے تحفظ کے آخری ذریعہ سے محرومی کا ہے۔ الحمد للہ کہ میرے پاس اپنا کچھ بھی نہیں جس کی وجہ سے میں بنک کے کسی لاکر کی ضرورت محسوس کروں لیکن اگر کچھ ہوگا تو پھر وہ محفوظ کیسے رہے گا۔ اب اس کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ اگر کسی کے پاس کوئی "خزانہ" ہے تو پھر وہ کسی سانپ کو تلاش کرے جو اس خزانے پر بیٹھ جائے۔ کوئی اور صورت دکھائی نہیں دیتی۔

28 لاکروں کی مثال جو سامنے آئی ہے صرف ایک مثال ہے ہر روز کروڑوں کے ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں اور کئی زندگیاں بھی ان ڈاکوؤں کی نذر ہو رہی ہیں۔ ہماری حکومت اور قانون کو عملاً نافذ کرنے والے ادارے سب اس قدر بے کار ہو چکے ہیں کہ ہم ان کے اخراجات کے لئے ٹیکس تو دے سکتے ہیں مگر ان ٹیکسوں کے عوض کوئی مطالبہ نہیں کر سکتے۔ بدامنی کی مسلسل وارداتوں کو دیکھ کر اب تو یوں لگتا ہے کہ جیسے ہمیں اگر زندگی بسر کرنی ہے تو اس زندگی کی حفاظت کا کوئی بندوبست بھی خود ہی کرنا ہے ورنہ اپنی جان و مال کو کسی ڈاکو کی امانت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیں۔ کہاں ہیں ہمارے حکمران جو عوامی جان و مال کے "لاکروں" کی حفاظت کے دعوے کرتے ہیں۔

ادھر کچھ عرصہ سے سپریم کورٹ آف پاکستان کئی بڑے معاملات میں ازخود کارروائی کرنے لگا ہے۔ یہ اس عدالت عظمیٰ کی طرف سے حالات سے مایوسی کی علامت ہے ورنہ عدالتیں مقدموں کے فیصلے کراتی ہیں مقدمے قائم نہیں کرتیں لیکن ہمارے چیف جسٹس انصاف کا دائرہ پھیلانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جب لوگ سنتے ہیں کہ محترم چیف جسٹس نے فلاں خرابی اور بدعنوانی کا ازخود نوٹس لے لیا ہے تو ان کے مایوس دلوں میں امید کی ایک کرن روشن ہو جاتی ہے کہ کہیں سے تو ان کی شنوائی کی خبر ملی ہے۔ بنک لاکروں پر ڈاکے کا سوال یہ نہیں کہ ان سے کتنی رقم اور زیورات وغیرہ چوری ہوئے ہیں بلکہ اصل سوال مال و زر کے تحفظ کے اس آخری سہارے کے لٹ جانے کا ہے۔ اس واردات کے بعد اب سوال یہ پیدا ہو گیا ہے کہ کیا ہمارے اس معاشرے میں جان و مال کے تحفظ کا کوئی مقام محفوظ بھی ہے یا نہیں۔ اس سے قبل بھی لاکر ٹوٹتے اور لٹتے رہے ہیں لیکن یہ واردات سب سے اہم اور بڑی ہے۔ کیا یہ مناسب ہوگا کہ سپریم کورٹ عوامی مال و دولت کے تحفظ کے اس آخری ذریعہ کی عدم حفاظت کا ازخود نوٹس لے۔ یہ سوال کسی مالیت کی رقم کا نہیں مال و متاع کی حفاظت کا ہے۔ ملک میں کوئی گوشہ تو ایسا بھی ہو جہاں کوئی سر چھپا سکے۔

حبیب بینک میں ڈکیتی

اخبار کی اطلاعات کیمطابق 28 اپریل 2006 ہفتہ
کی رات کو حبیب بینک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی برانچ
میں ایک اسلم نامی سیکورٹی گارڈ نے 28 لاکر توڑ کر بارہ
کروڑ سے زائد مالیت کے زیورات' بانڈز اور سیونگ
سرٹیفکیٹس چرا لئے۔ اطلاعات کے مطابق اس سیکورٹی
گارڈ کو 13 اپریل کو شہزاد سیکورٹی کمپنی کی جانب سے
تعینات کیا گیا۔ حبیب بینک ایک پرانا بینک ہے جس
کی ملک بھر میں برانچوں کا وسیع نیٹ ورک ہے' اس
طرح کی واردات انتہائی تشویش کا باعث ہے۔ اس
جدید دور میں بینک انتظامیہ کی غفلت کے بغیر اتنا بڑا
واقعہ ممکن نہیں تھا۔ مذکورہ بینک میں 500 لاکرز ہیں
اس لئے باقی لاکر ہولڈرز کو بھی پریشانی ہے کہ انکے
لاکرز کیساتھ ایسا ہی واقعہ رونما ہو جائے۔ انتظامیہ
نے لاکرز مالکان کی کسی قسم کی داد رسی نہیں کی بلکہ
مذکورہ سیکورٹی کمپنی کے دو دوسرے ملازمین بھی ابھی
تک ملازمت میں ہیں۔ گورنر سٹیٹ بینک اور حبیب
بینک کی انتظامیہ کو چاہئے کہ اس غفلت کا سنجیدگی سے
نوٹس لیں اور اس ڈکیتی کے مرتکب تمام افراد کو
عبرتناک سزائیں دی جائیں کیونکہ یہ کام کوئی ایک
شخص نہیں کر سکتا۔ 28 متاثرہ خاندانوں کی بھی
داد رسی کی جائے اور لوٹی ہوئی دولت کو واپس دلایا جائے
اور سیکورٹی کے نظام کو فول پروف بنایا جائے۔